بچوں کے لیے

مختصر نصاب

حدیث

تدوین

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

اسکالرز اکیڈمی پوسٹ بکس نمبر 17887 گلشن اقبال، کراچی۔

ترتیبِ کتاب

اس کتاب میں مندرجہ ذیل عنوانات پر بچوں کیلئے حدیثیں پیش کی گئی ہیں:۔

- علم
- اخلاقیات و آداب
- عبادات
- حقوق
- خصائل
- رذائل

انتساب

اپنے پیارے پیارے بچوں اور ان کی پیاری پیاری امّی کے نام

جو میرے علمی و تحقیقی کاموں میں معاونت تو کرتے ہیں، مخل نہیں ہوتے

اور جنہیں اللہ ربّ العزت نے میرے لئے باعثِ رحمت و وجہ ٔ تسکین بنایا ہے۔

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّد المرسلین اما بعد!

﴿ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ﴾

ایک عرصہ سے میرا یہ ارادہ تھا کہ میں حدیث شریف کی کچھ خدمت کروں اور وہ حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے ذہن میں طالبِ علمی کے زمانہ سے ہے کہ

مَن حَفِظَ عَلٰی اُمَّتِی اَربَعِینَ حَدیثًا مِن اَمرِ دِینھا فَھُوَ مِن الْعُلَمَاءِ وَ کُنْتُ لَہ شَفِیْعًا یَّومَ الْقِیَامَۃِ

یعنی جس کسی نے میری اُمت کیلئے ایسی چالیس حدیثیں محفوظ (منضبط ومدون) کردیں جو اس کے دینی اُمور سے تعلق رکھتی ہوں تو ایسا شخص (آخرت میں) زمرۂ علماء میں شمار ہوگا اور میں قیامت کے روز اس کی شفاعت کروں گا۔ (الدیلمی)

میں نے متعدد بار "اربعین" مرتب کرنے کا ارادہ کیا مگر جب مختلف اربعین دیکھیں تو معلوم ہوا کہ تقریباً ہر موضوع اور ہر فن کے اعتبار سے پہلے ہی علمائے کرام نے اربعین مرتب کر کے اسلام و اہل اسلام کی ضرورت پوری کرتے ہوئے خدمتِ حدیث کی سعادت پائی ہے۔ البتہ بچوں کے حوالے سے زیادہ مجموعے دستیاب نہیں۔ چنانچہ یہ طے کیا کہ بچوں کیلئے "اربعین" مرتب کر کے بخشش و مغفرت کا سامان کروں۔ اس کا ایک عام اور آسان طریقہ تو یہ تھا کہ میں بھی چالیس ایسی احادیث منتخب کر کے شائع کرادوں جو بچوں سے متعلق ہوں۔ مگر میں نے ذرا مشکل راستہ اختیار کیا تاکے بچوں کیلئے آسانی پیدا ہو اور سوال و جواب کی صورت میں اس طرح کا ایک رسالہ مرتب کرنے کا فیصلہ کیا جس طرح کے دو رسالے "مختصر نصابِ سیرت و مختصر نصابِ فقہ" مَیں پہلے ہی مرتب کر چکا ہوں اور وہ باعثِ نفعِ خلائق ہو کر مقبول ہو رہے ہیں۔ (فالحمد للہ علی ذلک)

اللہ ربّ العزت کا شکر بے حساب ہے کہ اس نے مجھے اس کام کی توفیق عطا فرمائی۔ اہل علم و فضل سے التماس ہے کہ وہ اس رسالہ میں کہیں کوئی سقم یا عیب پائیں تو تحریری طور پر راقم کی اصلاح فرمائیں۔

واضح ہو کہ میں نے زیرِ نظر احادیث کمپیوٹر کی مدد سے سی ڈی (CD) سے حاصل کی ہیں اور حدیثوں کے نمبر کمپیوٹرائزڈ ہیں۔

حوالہ کیلئے دیکھئے "موسوعۃ الحدیث الشریف" تیار کردہ "شرکۃ حرف لتقنیۃ المعلومات القاہرہ مصر (2.1 Version)"

بچوں کی سہولت کے پیشِ نظر میں نے احادیث پیش کرنے کا یہ اسلوب زیادہ مناسب جانا کہ پہلے اُردو میں حدیث شریف کا مفہوم یا ترجمہ دے دیا جائے اور پھر حدیث کا عربی متن درج کیا جائے، چنانچہ آپ اسے اس طرح پائیں گے۔۔۔ مثلاً

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، سلام میں پہل کرنے والا غرور و تکبر سے بچ جاتا ہے۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔ البَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِیُٔ مِنَ الْکِبْرِ۔

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

شیخ زاید اسلامک ریسرچ سینٹر

کراچی یونیورسٹی۔ کراچی

جنوری ۲۰۰۰ء

اساتذۂ کرام کی توجہ کیلئے

اساتذۂ کرام سے التماس ہے کہ اس کتاب (رسالہ) کی تدریس سے پہلے وہ اسے ایک بار اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔

- ہر روز بچوں کو صرف ایک حدیث (سوال وجواب کے انداز میں) یاد کرائیں جہاں کہیں ضمنی سوالات سے مزید وضاحت ہوسکتی ہو، مزید ضمنی سوالات کرکے بچوں کو ہر ہر حدیث کا مفہوم اس طرح ذہن نشین کرادیں کہ انہیں رٹانہ لگانا پڑے۔
- جو حدیث آپ کو آج پڑھانی ہے اسے آپ خود پہلے سے پڑھ کر آئیں اور اس کی تشریح بھی ذہن میں متعین کرلیں تاکہ کلاس میں آپ کو حدیث کی فوری تشریح میں کوئی دِقت نہ ہو۔
- جب چند حدیثیں بچوں کو یاد ہوجائیں تو ان کا ایک ٹیسٹ (زبانی) لیں۔
- پوری حدیثیں یاد ہوجانے پر بچوں کے مابین مقابلہ کرائیں۔ جسے سب سے زیادہ حدیثیں یاد ہوں اسے اور اس کے بعد کے دوبچوں کو انعام دیں۔ اس طرح چند روپے خرچ کرکے آپ بھی خدمتِ حدیث اور فروغِ حبِّ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شرف پائیں گے۔
- اس بات کا تعین آپ خود کریں کہ یہ حدیثیں کس جماعت کے بچوں کو یاد کرائی جانی چاہئیں۔ ہمارا خیال یہ ہے کہ چوتھی سے آٹھویں جماعت تک کسی درجہ میں انہیں ضرور مقرر کیا جانا چاہیے۔
- اگر ممکن ہو تو تھوڑی سی محنت کرکے بچوں کو عربی عبارت بھی یاد کرادی جائے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ بچے جہاں کہیں حدیث بیان کریں گے اصل الفاظ کے ساتھ کریں گے اور بچوں کی زبان سے کلامِ خداوندی یا کلامِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جاری ہو تو اس سے بہتر خوشی کی بات اور کیا ہوسکتی ہے۔ کم از کم چھوٹی حدیثیں تو عربی الفاظ کے ساتھ ہی یاد کرائی جائیں۔

﴿علم﴾

علم کے بارے میں احادیث

سوال:۔ علم حاصل کرنے کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ علم کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص علم طلب کرنے کے راستے میں نکلتا ہے تو وہ جب تک واپس نہ لوٹے اللہ ہی کے راستے میں ہے۔"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰه تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰه حَتّٰی یَرْجِعَ (سنن الترمذی، حدیث ۲۶۵۷)

تشریح:۔ طالبِ علم جب تک علم حاصل کرنے میں لگا رہتا ہے تب تک وہ اللہ کے راستے میں ہوتا ہے یعنی اس کی مثال ایک ایسے مسافر کی ہے جو اللہ کی تلاش میں نکلا ہو۔ چونکہ علم اللہ تک پہنچنے کا ایک ذریعہ ہے اس لئے یہ کہا گیا کہ علم کی تلاش اور طلب میں نکلنے والا اللہ کے راستے میں ہے۔

سوال:۔ علم حاصل کرنے والے کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ علم حاصل کرنے والے (طالبِ علم) کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے بعد سب سے بڑا سخی وہ ہے جس نے علم کو سیکھا اور اس کو پھیلایا۔"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ الْاَجْوَدِ؟ اَللّٰهُ الْاَجْوَدُ الْاَجْوَدُ۔ وَ اَنَا اَجْوَدُ وُلْدِ آدَمَ وَ اَجْوَدُهُمْ

مِنْ بَعْدِیْ رَجُلٌ عَلِمَ عِلْماً فَنَشَرَ عِلْمَهُ، (کنز العمال ۲۸۷۷۱(۳))

تشریح:۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ سخی وہی ہے جو بہت سا مال لوگوں میں لٹادے یا ضرورت مندوں کی مالی ضروریات پوری کردے۔ مگر اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ سخاوت صرف مال ہی سے نہیں علم سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اور علم کا سخی بڑا سخی ہے جس نے خود علم سیکھا اور پھر دوسروں کو سکھانے کیلئے اپنا وقت اور اپنی محنت اور طاقت خرچ کی۔

سوال:۔ کیا علم حاصل کرنا ہر شخص کیلئے ضروری ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! علم حاصل کرنا ہر شخص کیلئے ضروری ہے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ہر مسلمان (مرد و عورت) پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۱۲۰۔ ابن ماجہ حدیث ۲۲۰)

تشریح:۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر سوال یہ ہے کہ کتنا علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اس سلسلہ میں علمائے کرام (محدثین) نے لکھا ہے کہ اتنا علم حاصل کرنا فرض ہے جس سے دین کے احکامات، فرائض و واجبات اور حلال و حرام وغیرہ کا پتا چل سکے۔

سوال:۔ عالموں کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ عالموں کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"علماء کی عزت کرو کیونکہ وہ انبیاء کے وارِث ہیں"۔

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوا الْعُلَمَاءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ

تشریح:۔ عالموں کو انبیاء کا وارث کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم اپنے نبیوں کو عطا کیا اسے عالم سیکھتے اور لوگوں کو سکھاتے ہیں اس طرح عالم بھی لوگوں کو اچھی باتیں سکھانے کا کام کر کے نبیوں کے علم کے وارث کہلاتے ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"علماء سے محبت رکھو ان سے بغض نہ رکھو۔" (مجمع الزوائد، ج ۱ ص ۱۲۲)

ایک اور حدیث میں ہے:۔

"علماء کی پیروی کرو کہ وہ دنیا و آخرت کے چراغ ہیں۔"

اس حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا الْعُلَمَاءَ

فَاِنَّهُمْ سُرُجُ الدُّنْيَا وَ مَصَابِيْحُ الْاٰخِرَةِ (کنز العمال، ج ۱۰ ص ۱۳۵)

﴾ اخلاق و آداب ﴿

اخلاق کے بارے میں احادیث

سوال:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اخلاق کے بارے میں کیا تعلیم دی ہے؟

جواب:۔ "لوگوں کیلئے اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ"۔ یعنی اللہ کے بندوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ۔

حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں:۔

اَحْسِنْ خُلْقَكَ لِلنَّاسِ (موطا امام مالک، باب ماجاء فی حسن الخلق)

تشریح:۔ یہ حدیث حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو یمن کا حاکم بنا کر رخصت کیا تو دیگر باتوں کے آخر میں یہ بات نصیحت کے طور پر فرمائی کہ "اے معاذ! اپنے اخلاق کو بہتر بناؤ"۔ اس میں ہر مسلمان کیلئے یہ تعلیم ہے کہ وہ اپنے اخلاق اچھے بنائے، یعنی لوگوں کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے۔

مکمل حدیث یوں ہے:۔

عَنْ مَالِكٍ اَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ آخِرُ مَا اَوْصَانِي بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ وَضَعْتُ رِجْلِيْ فِي الْغَرْزِ اَنْ قَالَ اَحْسِنْ خُلْقَكَ لِلنَّاسِ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ

(ترجمہ) معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا اور میں روانہ ہونے لگا تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ہدایت (وصیت) کرتے ہوئے فرمایا، اے معاذ! لوگوں کے ساتھ اپنا اخلاق اچھا رکھنا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ مِنْ اَحَبِّكُمْ اِلَيَّ اَحْسَنُكُمْ اَخْلَاقاً (صحیح بخاری، ج۶ص۳۴۷، کتاب المناقب)

یعنی تم میں سے مجھے سب سے اچھا وہ لگتا ہے جس کے اخلاق بہت اچھے ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایک مومن بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے
جو رات بھر نفلی نمازیں پڑھنے والے اور ہمیشہ دن کو روزہ رکھنے والے ہوں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:
اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ الصَّائِمِ الْقَائِمِ (سنن ابی داؤد: حدیث ۴۱۶۵)

تشریح:۔ یعنی خوش اخلاقی ایسی عمدہ چیز اور ایسی اچھی خوبی ہے کہ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ خوش اخلاق بندوں کو وہ درجہ عطا کرتا ہے جو رات رات بھر جاگ کر نفلی نماز پڑھنے والوں اور ہمیشہ دن بھر روزہ رکھنے والوں کو مشکل سے ملتا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خوش اخلاقی کتنی قیمتی دولت اور اعلیٰ درجہ کی نعمت ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا
اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ خُلُقًا (ترمذی: حدیث ۱۰۸۲۔ الدارمی: حدیث ۲۶۷۲)

"مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا شخص وہ ہے جو ان سب میں سے اچھے اخلاق کا مالک اور اپنے گھر والوں کے ساتھ نرم ہو۔"

جبکہ ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تمہارا اپنے بھائی کیلئے مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔"

اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ لَكَ صَدَقَةٌ
(ترمذی: حدیث ۱۸۷۹)

نوٹ:۔ اوپر کی آخری دو حدیثوں میں خوش اخلاقی کے سلسلہ میں یہ بات واضح کر دی گئی ہے کہ ہم صرف دوسروں کے ساتھ ہی خوش اخلاقی سے پیش نہ آئیں بلکہ اپنے گھر والوں کے ساتھ بھی نرمی اور خوش اخلاقی سے بات کریں اور خوش اخلاقی میں کسی سے مسکرا کر بات کر لینے کو صدقہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح مالی صدقہ و خیرات سے ثواب ملتا ہے اس طرح خوش اخلاقی پر بھی ثواب ملتا ہے۔

سلام کے بارے میں احادیث

سوال:۔ سلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کیا تعلیم دی ہے؟

جواب:۔ سلام کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے بیٹے! جب کبھی تم اپنے گھر والوں کے پاس (کہیں سے) آؤ تو انہیں سلام کرو۔
یہ تمہارے لئے اور گھر والوں کیلئے باعثِ برکت ہو گا۔"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ
اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِكَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃٌ عَلَیْكَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِكَ (ترمذی: حدیث ۲۶۲۲)

ایک اور حدیث میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم سلام کے بارے میں یوں ملتا ہے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کہ تم جسے جانتے ہو اسے اور جسے نہیں جانتے اسے بھی سلام کرو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

تُقْرِئُ السَّلَامَ عَلٰی مَن عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعرِفْ (مشکوٰۃ، بخاری: حدیث ۲۷۔ مسلم حدیث ۵۶)

ایک اور حدیث میں سلام کے بارے میں یوں بتایا گیا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ قَبلَ الکَلَامِ (مشکوٰۃ، ترمذی: حدیث ۲۶۲۳)

"یعنی کوئی بھی بات کرنے سے پہلے سلام کرو۔"

سوال:۔ سلام میں پہل کسے کرنی چاہیے بڑے کو یا چھوٹے کو؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"سلام میں پہل کرنے والا غرور و تکبر سے بچ جاتا ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَلْبَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْکِبْرِ (البیہقی، مشکوٰۃ)

یعنی سلام کی ابتداء چھوٹا کرے یا بڑا جو بھی پہلے سلام کرے گا وہ غرور و تکبر سے محفوظ رہے گا۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سلام نہ کرنا یا سلام میں پہل نہ کرنا غرور اور تکبر کی علامت ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"چھوٹا بڑے کو، چلتا ہوا شخص بیٹھے کو، کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

یُسَلِّمُ الصَّغِیْرُ عَلَی الْکَبِیْرِ والمارُّ عَلَی القاعِدِ وَالْقَلِیْلُ عَلَی الْکَثِیْرِ (بخاری: حدیث ۵۷۶۳)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چھوٹوں کو چاہیے کہ وہ بڑوں کو سلام کرنے میں پہل کریں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بڑا چھوٹے کو سلام نہ کرے یا سلام کرنے میں پہل نہ کرے، حق تو یہی ہے کہ چھوٹا ہی سلام کرنے میں پہل کرے۔ لیکن اگر بڑا بھی پہل کر دے تو بھی حرج نہیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو تمام مسلمانوں سے مرتبہ میں بڑے ہیں وہ بچوں کو بھی سلام کر لیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے اور بچوں کو سلام کیا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ (بخاری: حدیث ۵۷۷۸۔ مسلم: حدیث ۲۰۳۱)

"یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بچوں پر بڑے مہربان تھے اور خود انہیں سلام کرنے میں بھی پہل کر لیا کرتے تھے۔

سوال:۔ کیا مرد عورتوں کو اور عورتیں مردوں کو سلام کر سکتی ہیں؟

جواب:۔ اس سلسلہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک حدیث اس طرح ہے کہ

"پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے پاس سے گزرے اور انہیں سلام کیا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ (مسند احمد بن حنبل، حدیث فی مسند الکوفیین، مشکوۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز مسجد میں تشریف لائے تو کچھ عورتیں مسجد میں ایک طرف بیٹھی ہوئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ يَوْمًا وَ عُصْبَةٌ مِّنَ النِّسَاءِ

قُعُودٌ فَالْوٰى بِيَدِهٖ بِالتَّسْلِيْمِ (ابوداؤد: حدیث ۴۵۲۸۔ ترمذی: حدیث ۲۶۲۱)

تشریح:۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوقتِ ضرورت ہاتھ کے اشارہ سے بھی سلام کر لیتے تھے، البتہ کرتے وقت آپ زبان سے (آہستہ سے) بھی سلام کرتے تھے۔

سوال:۔ کیا غیر مسلموں (Non Muslims) کو سلام کا جواب دیا جائے؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اگر کوئی غیر مسلم تمہیں سلام کرنے میں پہل کرلے تو اسے صرف وعلیکم کہہ کر جواب دو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ (بخاری: حدیث ۵۷۸۸۔ مسلم: حدیث ۴۰۲۴)

تشریح:۔ غیر مسلموں کو سلام میں پہل نہ کی جائے اور اگر وہ سلام کریں تو اس کا جواب صرف وعلیکم کہہ کر دیا جائے، کیونکہ سلام سلامتی کی دعا ہے اور سلامتی کی دعا مسلمان مسلمان کیلئے کرتا ہے، غیر مسلم کیلئے نہیں۔

سوال:۔ سلام کرنے پر کوئی اجر یا ثواب بھی ملتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! ثواب ملتا ہے۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آتے ہی سلام کہا' السلام علیکم اور بیٹھ گیا۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وعلیکم السلام کہہ کر جواب دیا اور فرمایا دس۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے آکر کہا السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بھی جواب (وعلیکم السلام) دیا اور وہ بھی بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیس۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے بھی جواب دیا وہ بیٹھ گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تیس۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عِمرانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ رَجُلاً جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْراً ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُوْنَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلَاثُوْنَ (ترمذی: حدیث ۲۶۱۳)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ السلام علیکم کہنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے پر بیس نیکیاں اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے پر تیس نیکیاں ملتی ہیں۔

سوال:۔ کیاسلام کاجواب دیناضروری ہے اگر کوئی سلام کاجواب نہ دے تو؟

جواب:۔ سلام کا جواب دینا واجب ہے اگر کوئی جواب نہ دے تو اسے گناہ ملے گا کیونکہ قرآن کریم میں سلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم یہ ہے کہ

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا (سورۃ النساء: ۸۵)

یعنی جب تمہیں سلام کیا جائے (کسی لفظ سے) تو تم اس سے بہتر (الفاظ سے) جواب دو یا (کم از کم وہی الفاظ) لوٹا دو۔

اس آیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چونکہ سلام کا جواب دینے کا حکم اللہ نے دیا ہے اس لئے جواب نہ دینے والا اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے گناہ گار ٹھہرے گا۔

سوال:۔ اگر کسی جگہ بہت سے لوگ بیٹھے ہوں اور کوئی نیا آنے والا سلام کرے تو کیا سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے؟

جواب:۔ اس سلسلہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب ایک جماعت کا گزر ہو، تو ان میں سے ایک شخص کا سلام کرنا کافی ہے
اور بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کا جواب دینا کافی ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ مَرفُوْعاً قَالَ يُجزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ اِذَا مَرُّوْا اَنْ يُسَلِّمَ
اَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوْسِ اَنْ يَرُدَّ اَحَدُهُمْ (البیہقی فی شعب الایمان)

ہاتھ ملانا

سوال:۔ سلام کے ساتھ ساتھ ہاتھ ملانے (مصافحہ کرنے) کا رواج عام ہے اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے؟

جواب:۔ جی ہاں! سلام کے ساتھ ساتھ ہاتھ ملانا یا مصافحہ کرنا سنت ہے اور اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"جب دو مسلمان مل کر مصافحہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَذَا الْتَقَی الْمُسلِمَانِ فَتَصَافَحَا وَحَمِدَ اللہَ وَاسْتَغْفِراہُ غُفِرَ لَھُمَا (سنن ابوداؤد: حدیث ۴۵۳۵۔ سنن ترمذی ۲۶۵۱)

تشریح:۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ مصافحہ کرنا سنت ہے اور جب مصافحہ کیا جائے تو ساتھ ساتھ اللہ کی تعریف اور استغفار بھی کیا جائے ایسا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مصافحہ کرنا مکمل سلام ہے۔

اس حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِی اُمَامَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ تَمَام تَحِیَّاتِکُمْ بَیْنَکُم الْمُصَافَحَۃُ

یعنی سلام کرنے اور ہاتھ ملانے سے سلام مکمل ہوتا ہے۔

(یہ حدیث مسلم و ترمذی میں ہے۔)

آدابِ مجلس

سوال:۔ کچھ لوگ اِکٹھے بیٹھے ہوں وہاں بیٹھنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:۔ حضرت حذیفہ صحابیٔ رسول کہتے ہیں کہ جو شخص کسی مجلس (حلقہ) کے بیچ میں آکر بیٹھے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک قابلِ ملامت ہے۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

مَلْعُوْنٌ عَلٰی لِسَانِ مُحَمدٍ مَنْ قَعَدَ وَسَطَ الْحَلْقَةِ (مشکوٰۃ کتاب الآداب باب الجلوس والقوم والمشی)

یعنی اگر کہیں لوگ پہلے سے حلقہ بنائے بیٹھے ہیں تو نیا آنے والا اس حلقہ میں اس طرح نہ بیٹھے کہ اس کی پیٹھ بعض لوگوں کی طرف ہو اور وہ اکیلا ہی بیچ میں بیٹھا ہو۔ بلکہ آنے والے کو اس حلقہ میں کہیں خالی جگہ دیکھ کر اسی ادب سے بیٹھنا چاہئے، جس طرح مجلس کے آداب کے مطابق دیگر لوگ بیٹھے ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

"کوئی شخص کسی شخص کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ

(بخاری: حدیث ۵۷۹۸، ترمذی: حدیث ۲۴۷۶، ابوداؤد: حدیث ۴۱۹۰)

یعنی کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر اس کی جگہ بیٹھنا آدابِ مجلس کے خلاف ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایسا کرنا پسند نہیں۔

سوال:۔ جہاں کہیں دو افراد پہلے سے بیٹھے ہوں تیسرا ان میں کیسے آکر شامل ہو؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”دو اشخاص کے ساتھ تیسرا ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھے۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا تَجلِسْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ اِلَّا بِاِذْنِہِمَا (مشکوٰۃ: کتاب الآداب)

تشریح:۔ یعنی پہلے کہیں دو افراد بیٹھے ہوں اور تیسرا کوئی آئے تو وہ پہلے سے بیٹھے ہوئے افراد سے پوچھے کہ انہیں اس کے ساتھ بیٹھنے پر کوئی اعتراض تو نہیں، ممکن ہے وہ آپس میں کوئی ذاتی بات چیت کر رہے ہوں اور اس کے آنے سے وہ بات نہ کر پائیں۔

گھر میں داخل ہونے کی اجازت کے بارے میں احادیث

سوال:۔ کیا گھر میں داخل ہوتے ہوئے اجازت لے کر داخل ہونا ضروری ہے اگرچہ اپنا ہی گھر ہو؟

جواب:۔ جی ہاں اپنے گھر میں بھی گھر والوں سے اجازت لے کر داخل ہونا چاہئے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی کلدہ بن الحنبل کہتے ہیں، ایک بار صفوان بن اُمیہ نے ان کو دودھ اور ہرنی کا بچہ اور کچھ کھیرے دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا یہ اس وقت کی بات ہے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی مکہ کے بالائی حصہ میں تھے، کلدہ کہتے ہیں کہ میں یہ چیزیں لے کر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بغیر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا، تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، واپس جاؤ اور پھر سلام کر کے اندر آنے کی اجازت مانگو۔ اس کے بعد اندر آؤ۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ کَلْدَۃَ بن حَنْبَلٍ اَنَّ صَفْوانَ ابنَ اُمَیَّۃَ بَعَثَہُ بِلَبَنٍ وَجدَ ایۃٍ وصَغَا بِیَّسَ اِلٰی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَعْلَی الوَادِیْ قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَیْہِ وَلَمْ اُسَلِّمْ وَلَمْ اَسْتَاذِنْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْجِعْ فَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ ءَ اَدْخُلْ ؟ (الترمذی: حدیث ۲۶۳۴، ابوداؤد: حدیث ۵۰۷۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی امی کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لیکر جاؤں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اس سے اجازت مانگو۔ اس آدمی نے کہا کہ میں اپنی امی کے ساتھ ہی رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کے باوجود اجازت لے کر ہی جاؤ۔ اس نے کہا میں اپنی امی کا سارا کام کاج کرتا ہوں۔ فرمایا ہاں پھر بھی اجازت لے کر ہی اس کے پاس جاؤ۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَطَاءِ بِنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاذِنُ عَلٰی اُمِّی ؟ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّی مَعَھَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَاذِنْ عَلَیْھَا۔ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّی خَادِمُھَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَاذِن عَلَیْھَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً ؟ قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاذِنْ عَلَیْھَا (مؤطا امام مالک: حدیث ۱۵۱۹)

تشریح:۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ بات پتا چلتی ہے کہ اپنے گھر میں اگر بار بار بھی آنا پڑے اور گھر میں سگی ماں ہی کیوں نہ ہو اس سے بھی اجازت لے کر گھر میں اور اس کے پاس آنا چاہئے بغیر اجازت کے نہ اپنے گھر میں داخل ہوں نہ کسی کے گھر میں۔ کیونکہ معلوم نہیں گھر والے کس حالت میں ہوں۔ اجازت لینے سے یہ فائدہ ہوگا کہ کم از کم وہ اپنا لباس دُرست حالت میں کر لینگے اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بچوں کو ادب سکھانے کیلئے یوں بھی کیا جاسکتا ہے کہ اگر وہ بغیر سلام کئے گھر میں یا کمرے میں آجائیں تو انہیں کہا جائے واپس جاؤ اور پھر سلام کر کے آؤ۔

سوال:۔ گھر میں آنے کیلئے اجازت لینے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی ربعی بن حراش نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے ایک خادم سے کہا کہ جاؤ اس شخص کو اندر آنے اور اجازت لینے کا طریقہ سکھاؤ، اور اس سے کہو کہ (جب تم اندر آنا چاہو تو) تو یوں کہو "السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں"۔ اس شخص نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ بات سن لی اور (فوراً) کہا السلام علیکم، کیا میں اندر آسکتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (یہ سن کر) اسے اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ آگیا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ رِبْعِی بْنِ حِرَاشٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَاذَنَ عَلی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَ اَلِجُ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِخَادِمِہٖ اُخْرُجْ اِلٰی ھٰذا فَعَلِّمْہُ الْاِسْتِئْذَانَ فَقُلْ لَہ قُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَ اَدْخُلْ؟ فَسَمِعَہُ الرَّجُلُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَ اَدْخُلْ؟ فَاَذِنَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ (ابوداؤد: حدیث۵۰۸ ۴، مسند احمد: حدیث ۲۲۰۴۶)

تشریح:۔ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جب کسی کے گھر یا اپنے ہی گھر کے کسی کمرہ میں داخل ہوں اور وہاں پہلے سے لوگ موجود ہوں تو باہر کھڑے ہو کر کہنا چاہئے السلام علیکم، کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے؟ اور پھر جب اجازت مل جائے تب اندر داخل ہونا چاہئے ورنہ نہیں۔

اجازت کے مزید آداب

سوال:۔ کسی کے گھر یا اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت دروازہ پر دستک دی یا بیل (Bell) بجائی اور اندر سے کسی نے کہا کون؟ تو کیا جواب دیا جائے؟

جواب:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آواز دی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کون؟ میں نے کہا "میں ہوں"۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرما رہے تھے میں میں (کیا ہوتا ہے)۔

عَنْ جَابِرِ بنِ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ تَعَالیٰ عَنْهُ قَالَ اَتَیتُ النبیَّ صَلَّ اللهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَوْتُ فَقَالَ النبی صَلَّ اللهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قُلْتُ اَنَا قَالَ فَخَرَجَ وَهُوَ یَقُوْلُ اَنَا اَنَا (صحیح مسلم: حدیث ۳۰۱۱، بخاری ۷۵۸۱)

آدابِ چھینک / جمائی

سوال:۔ اگر کسی کو چھینک آئے تو کیا اس پر بھی کوئی دعا پڑھی جاتی ہے؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور جو اس کے پاس بیٹھا ہوا سے چاہئے کہ وہ چھینکنے والے سے کہے یَرْحَمُكَ اللهُ۔ اور پھر چھینکنے والے کو چاہئے کہ وہ کہے یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْيَقُلْ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُه يَرْحَمُكَ اللهُ فَاِذَا قَالَ لَه يَرْحَمُكَ اللهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ (صحیح بخاری: حدیث ۵۷۵۶، ابوداؤد: حدیث ۴۳۷۷)

تشریح:۔ اس حدیث میں چھینکنے کے آداب بیان ہوئے ہیں۔ جب کسی کو چھینک آئے تو اسے منہ پر ہاتھ یا رومال (ٹشو پیپر وغیرہ) رکھنا چاہئے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ چھینکنے کے بعد کہنا چاہئے۔ دوسرے لوگ جو اس کے آس پاس ہوں انہیں چاہئے کہ وہ چھینکنے والے کیلئے دعا کریں اور یوں کہیں یَرْحَمُكَ اللهُ یعنی اللہ تم پر رحم فرمائے۔ پھر وہ چھینکنے والا شخص ان لوگوں کیلئے اس طرح کہہ کر دعا کرے: یَهْدِیْكُمُ اللهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ یعنی اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حالات اچھے کردے۔

یاد رہے کہ یہ آداب نزلہ زکام والے مریض کے نہیں، جسے چھینکیں بہت آتی ہوں بلکہ عام حالات میں کسی کو چھینک آنا ایک نعمت اور اللہ کا فضل ہے اسی لئے اس پر الحمد للہ کہہ کر اللہ کی تعریف اور اس کا شکر ادا کیا جاتا ہے۔

سوال:۔ جمائی آنے پر کیا کرنا چاہئے؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ کر منہ بند کرلے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهٖ عَلٰى فِيْ (صحیح مسلم: حدیث ۳۵۱۱، ابوداؤد: حدیث ۴۳۷۳)

تشریح:۔ جمائی آنا سستی کی علامت اور مرض کی نشانی ہے۔ اس لئے جمائی آنے پر منہ پہ ہاتھ رکھنا چاہئے اور جمائی کو روکنے کی کوشش کی جائے۔

کھانے پینے کے آداب

سوال:۔ کھانے پینے کے آداب کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ حضرت عمر بن ابی مسلم عبد اللہ الاسد بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر نگرانی پرورش پا رہا تھا اور کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ پلیٹ میں ہر طرف گھوم رہا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے لڑکے بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھاؤ، اور جو تمہارے سامنے (قریب) ہے وہ کھاؤ۔

اس کے بعد میں نے ہمیشہ ایسے ہی کھایا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عُمرَ بْنِ اَبِي سَلْمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللهَ وَ كُلْ بِيَمِيْنِكَ وَ كُلْ مِمَّا يَلِيْكَ (صحیح بخاری: حدیث ۴۹۵۷، مسلم: حدیث ۳۷۶۷)

تشریح:۔ اس حدیث میں کھانے پینے کے آداب بیان کئے گئے ہیں۔ اپنی پلیٹ میں کھائیں، اپنے سامنے سے کھائیں، پوری پلیٹ میں اِدھر اُدھر ہاتھ نہ گھمائیں۔ اگر کسی دوسرے کے ساتھ مل کر ایک ہی برتن میں کھا رہے ہوں تو اپنے سامنے سے کھائیں۔ دوسرے کے سامنے جو چیز ہے اس کی طرف ہاتھ نہ لے جائیں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کھانا شروع کریں۔ دائیں ہاتھ سے کھائیں۔ اور آخر میں الحمد للہ کہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّه نَهٰى اَنْ يَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (مسلم: حدیث ۳۷۷۲، سنن الترمذی ۱۸۰۰)

تشریح:۔ اس حدیث میں کھڑے ہو کر پینے سے منع کیا گیا ہے اور کھڑے ہو کر کھانے پینے کو بہت برا کہا گیا ہے۔ شادی بیاہوں اور پارٹیوں میں اکثر لوگ کھڑے ہو کر کھاتے پیتے ہیں۔ حالانکہ حدیثِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ایسے موقعوں پر ہم خود بھی بیٹھ کر کھائیں پئیں اور دوسروں کو بھی بتائیں کہ اس طرح کھڑے ہو کر کھانے پینے سے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

سوال:۔ پانی پینے کے آداب حدیث میں کیا بتائے گئے ہیں؟

جواب:۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے) نے بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کچھ پینا ہو تو ایک ہی سانس میں اونٹ کی طرح نہ پی جاؤ، بلکہ دو اور تین بار پیو
اور پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھو اور پی چکنے کے بعد الحمد للہ کہو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَشْرَبُوْا وَاحِدًا كَشُرْبِ الْبَعِيْرِ وَلٰكِنِ اشْرَبُوْا مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَسَمُّوْا اِذَا اَنْتُمْ شَرِبْتُمْ وَاحْمِدُوْا اِذْ اَنْتُمْ رَفَعْتُمْ (سنن الترمذی: حدیث ۱۸۰۷)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی پینے سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے۔ پانی دو اور تین سانسوں میں پیا جائے۔ آخر میں الحمد للہ کہا جائے۔ بلکہ اور حدیثوں میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے پانی پیا جائے اور بیٹھ کر پیا جائے اور پینے سے پہلے پانی کو ایک نظر دیکھ بھی لیا جائے تاکہ پانی میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو نقصان دہ ہو۔

لباس کے بارے میں احادیث

سوال:۔ کیا لڑکے لڑکیوں کی طرح کے رنگ برنگے لباس پہن سکتے ہیں؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ریشمی لباس اور سونے کے زیورات (سونا) میری اُمت کے مردوں کیلئے پہننا حرام ہے اور عورتوں کیلئے حلال۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

حُرِّمَ لِبَاسُ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ عَلٰى ذُكُوْرِ اُمَّتِيْ وَاُحِلَّ لِاِنَاثِهِمْ

(سنن النسائی: حدیث ۵۰۵۷، سنن الترمذی: حدیث ۱۶۴۲)

تشریح:۔ اس حدیث میں مردوں کیلئے دو چیزوں سے منع کیا گیا ہے۔ ریشمی کپڑے پہننے سے اور سونے کے زیورات یا کسی بھی شکل میں سونا پہننے سے خواہ وہ گھڑی کا چین ہو یا بٹن کی صورت میں ہو یا گلے میں لاکٹ کی صورت میں ہو۔

ایک اور حدیث میں عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے یعنی عورتوں کے سے لباس پہننے، ان کی طرح بناؤ سنگھار کرنے اور ان کی طرح کے بال بنانے سے منع کیا ہے۔ حدیث اس طرح ہے:۔

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کی لعنت ہو ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کرتی ہیں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَعَنَ اللّٰهُ مُخَنَّثِي الرِّجَالِ الَّذِيْنَ يَتَشَبَّهُوْنَ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ

(کنز العمال ۱۶/۴۵۱۱۲، وابن ماجہ ۱۸۹۳)

سوال:۔ ننگے سر رہنے یا ٹوپی پہننے کے بارے میں کوئی حدیث ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔

"نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفید ٹوپی پہنتے تھے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر پر جمی رہتی تھی۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَائشة قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللهُ صَلَّ اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبِسُ قَلَنْسُوَةٌ بَيْضَاء لَا طِئَةٌ

(کنز العمال: حدیث ۱۸۲۸۵)

تشریح:۔ اس حدیث سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سفید ٹوپی پہننا ثابت ہے اور دیگر احادیث میں عمامہ پہننے کا بھی بیان ہے مگر کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عام طور پر ننگے سر رہتے ہوں، بلکہ ٹوپی یا عمامہ میں سے کوئی نہ کوئی چیز ہمیشہ پہنے رہتے تھے۔ اس لئے ننگے سر رہنا ٹھیک نہیں بلکہ کوئی خوبصورت سی ٹوپی پہن کے رکھنا ہی بہتر اور سنت ہے۔

سوال:۔ پیشاب کرتے وقت کی کوئی خاص احتیاط بتائی گئی ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"پیشاب کی چھینٹوں سے بچو۔ اس لئے کہ عام طور پر قبر میں عذاب اسی وجہ سے ہوتا ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

تَنَزَّهُوْا مِنَ الْبَوْلِ فَاِنَّ عَامَّةَ عَذَابَ الْقَبْرِ مِنْهُ (کنزالعمال،۹/۲۶۳۶۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تم میں سے جب کوئی شخص پیشاب کرے تو دائیں ہاتھ سے استنجا نہ کرے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِى الْاِنَاءِ وَاِذَا اَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهٗ بِيَمِيْنِهٖ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهٖ (بخاری، کتاب الوضو: حدیث ۱۴۹، صحیح مسلم: حدیث ۲۹۲)

نوٹ:۔ باتھ روم یا کھلی جگہ جہاں بھی پیشاب کرنے کی جگہ ہو، پیشاب کرتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ پیشاب کی چھینٹیں پاؤں یا جسم کے یا لباس کے کسی حصہ پر نہ پڑیں۔

آدابِ بیت الخلاء

(باتھ روم جانے کے آداب)

سوال:۔ کیا حدیث میں بیت الخلاء (باتھ روم) کے آداب بھی بیان ہوئے ہیں؟

جواب:۔ جی ہاں۔ بیت الخلاء کے آداب سکھاتے ہوئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

یہ بیت الخلاء جنّات کے رہنے کی جگہیں ہیں تو جب کوئی شخص بیت الخلاء جائے تو اسے چاہئے کہ وہ یہ کہتا ہوا جائے:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ

یعنی اے اللہ میں ناپاک جنّوں (نر و مادہ) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَنَّ ھٰذِہِ الْحُشُوشَ مُحتَضِرَۃٌ فَاِذَا اَتٰی اَحَدُکُم الْخَلَاءَ فَلْیَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

(ابوداؤد: حدیث ۵، ابن ماجہ: حدیث ۲۹۲، ومشکوٰۃ باب آداب الخلاء، مسند احمد ۱۸۵۲۵)

سوال:۔ کیا بیت الخلاء میں بیٹھنے کا کوئی خاص طریقہ ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب تم قضائے حاجت کیلئے (باتھ روم) جاؤ تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرکے بیٹھو اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ اَیُّوبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمُ الغَائِطَ فَلَا یَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَۃَ وَلَا یُوَلِّھَا ظَھْرَہٗ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا (صحیح بخاری باب ۱۰۶، حدیث ۱۴۱، صحیح مسلم: حدیث ۳۸۸)

تشریح:۔ باتھ روم میں اگر W.C اس طرح لگی ہو کہ اس پر بیٹھنے سے منہ قبلہ کی طرف ہوتا ہو یا پیٹھ قبلہ کی طرف ہوتی ہو تو ایسے باتھ روم میں قضائے حاجت کیلئے نہ بیٹھنا چاہئے جہاں کہیں W.C اس طرح لگی ہو اسے جلدی اکھڑوا کر دوسرے رُخ سے لگوانا چاہئے تاکہ بیٹھنے والے کا رُخ یا پیٹھ قبلہ کی طرف نہ ہو۔ کھلی جگہ پر جہاں باتھ روم نہ ہوں اور لوگ کھیتوں کھلیانوں میں قضائے حاجت کو جاتے ہوں وہاں بھی خیال رکھنا چاہئے کہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرکے نہ بیٹھیں۔

سوال:۔ باتھ روم سے نکلنے کی بھی کوئی دعا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلاء سے باہر نکلے تو یہ کہے:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

یعنی تمام تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھ سے اس تکلیف دہ چیز کو دور کیا اور مجھے عافیت بخشی۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (سنن ابن ماجہ: حدیث ۲۹۷، ومشکوٰۃ باب آداب الخلاء)

تشریح:۔ بیت الخلاء کے آداب کے بارے میں اور بھی احادیث ہیں، جن میں یہ بات بھی بتائی گئی ہے کہ بیت الخلاء میں باتیں کرنا، کھانسنا، کسی کی بات کا جواب دینا منع ہے۔

بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ باتھ روم کے اندر ہوتے ہیں اور باہر سے کوئی دوسرا آواز دینے لگتا ہے کہ جلدی کرو، باہر آؤ، یا گھر والے پوچھنے لگتے ہیں کون ہے باتھ روم میں اور اندر والا اپنا نام بتاتا ہے۔ اسی طرح بعض جگہوں پر باتھ روم میں بھی فون لگے ہوتے ہیں اور لوگ وہاں بھی فون سن کر جواب دیتے ہیں، یہ سب اسلام کے سکھائے ہوئے آداب اور اسلامی کلچر کے خلاف ہے۔

مسجدوں، مدرسوں، اسکولوں، کالجوں اور دیگر عام مقامات پر بنے ہوئے باتھ روموں کے اندر لوگ کچھ باتیں لکھتے رہتے ہیں یہ بہت ہی خراب عادت اور برا کام ہے۔ ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

سوال:۔ سونے کیلئے لیٹنے کا کوئی طریقہ ایسا بھی ہے جس سے منع کیا گیا ہو؟

جواب:۔ جی ہاں، منہ کے بل لیٹنے (اوندھا لیٹنے) سے منع کیا گیا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

قُمْ فَاِنَّهَا نَوْمَةٌ جَهَنَّمِيَّةٌ یعنی اَلنَّوْمُ عَلَی الْوَجْهِ

اُٹھو کہ اس طرح سونا جہنمیوں کا سونا ہے یعنی چہرے کے بل۔

(کنز العمال ۱۵/ ۴۱۳۷۹، ابن ماجہ، کتاب الادب باب النہی عن الاضطجاع علی الوجہ ۳۷۱۵)

سنن ابن ماجہ میں اس روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت جنید نامی ایک صحابی اوندھے لیٹے ہوئے تھے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس حال میں لیٹنے سے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ اے جنید اُٹھو اور یوں نہ لیٹو کہ یہ جہنمیوں کا سا لیٹنا ہے۔

نماز کے بارے میں احادیث

سوال:۔ کیا بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اپنے بچوں کو جب وہ سات سال کے ہو جائیں تو نماز پڑھنے کو کہو اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں نماز ادا نہ کرنے پر مارو۔ اور ان کے بستر الگ کر دو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَن عَمْرو بن شُعَیْب عَن اَبِیْهِ عَن جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِیْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَیْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشَرُ سِنِیْنَ وَفَرِّقُوْا بَیْنَهُمْ فِی الْمَضَاجِعِ (سنن ابوداؤد: حدیث ۴۱۸، ومسند احمد ۶۴۰۲)

تشریح:۔ نماز اگرچہ بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے اور بچے عموماً پندرہ سولہ سال برس میں بالغ ہو جاتے ہیں جبکہ بچیاں تیرہ چودہ سال میں لیکن نماز کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم یہ ہے کہ سات سال سے ہی شروع کر دی جائے اور اگر دس سال کی عمر کا بچہ ہو جائے اور وہ نماز نہ پڑھے تو اسے سختی سے کہا جائے یہاں تک کہ پھر بھی نہ پڑھے تو اسے سزا کے طور پر اس کی پٹائی بھی کی جا سکتی ہے۔

بچوں کو چاہئے کہ وہ خود ہی نماز کا خیال رکھیں۔ سات سال کی عمر سے ہی پابندی سے نماز ادا کریں تا کہ والدین کو یہ ضرورت ہی نہ پڑے کہ وہ ان کی پٹائی لگائیں۔

سوال:۔ گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے یا مسجد میں؟

جواب:۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جماعت کے ساتھ ادا کی جانے والی نماز پر اس نماز سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے جو اکیلے پڑھی جائے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِی سَعِیْد اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ صَلٰوۃُ الْجَمَاعَۃِ تَفْضُلُ صَلٰوۃَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً (بخاری باب فضل صلاۃ الجماعۃ: حدیث ۶۰۹، و صحیح مسلم: حدیث ۱۰۳۸)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گھر پر یا کہیں بھی اکیلے نماز پڑھیں گے تو ایک نماز کا ثواب ایک ہی کا ہے جبکہ مسجد میں یا مسجد کے علاوہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں گے تو ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اس لئے نمازِ با جماعت مسجد میں ہی ادا کرنی چاہئے۔

سوال:۔ کوئی ایسا عمل ہے جس سے ایک مسلمان کے سارے گناہ معاف ہو جائیں؟

جواب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:۔

"جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳بار سبحان اللہ، ۳۳بار الحمد للہ، اور ۳۴بار اللہ اکبر اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ پڑھے تو اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں، اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَبَّحَ اللّٰہَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ ثَلٰثاً وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِدَ اللّٰہَ ثَلَاثاً وَّ ثَلَاثِیْنَ وَکَبَّرَ اللّٰہَ ثَلَاثاً وَّ ثَلَاثِیْنَ فَتِلْکَ تِسْعَۃٌ وَّتِسْعُوْنَ وَقَالَ تَمَامَ الْمَائَۃِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ غُفِرَتْ خَطَایَاہُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ (صحیح مسلم: حدیث ۹۳۹)

تشریح:۔ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کیلئے وضو بنانے پر بھی گناہ معاف ہوتے ہیں۔ جس کیلئے مسجد کی طرف چل کر جانے پر بھی گناہ معاف ہو جاتے ہیں، جس کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے۔ جس کے بعد دعا کریں تو دعا قبول ہوتی ہے۔ جس کے بعد حدیث میں بیان کئے گئے الفاظ پڑھیں تو کتنے ہی گناہ کیوں نہ ہوں سب کے سب معاف ہو جاتے ہیں (سوائے کبیرہ گناہوں کے)۔ قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے بارے میں ہوگا کہ بتاؤ نماز ادا کیا کرتے تھے یا نہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو سب کا حال معلوم ہے۔

مسجد کے آداب

سوال:۔ مسجد کے آداب کیا ہیں؟

جواب:۔ مسجد کے آداب کے بارے میں ایک بات ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ

”کوئی بدبودار چیز، کچی لہسن، پیاز وغیرہ کھا کر مسجدوں میں نہ آیا کرو۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ ابنِ عُمَر اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَکَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةَ فَلَا یَقْرُبَنَّ مَسْجِدَنَا حَتّٰی یَذْهَبَ رِیْحُهَا یَعْنِی الثَّوْم (مسلم، کتاب المساجد: حدیث ۸۷۱، صحیح بخاری: حدیث ۸۰۶)

سوال:۔ نماز سے جسم و جان کو بھی کوئی فائدہ پہنچتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ نماز کے بے شمار ظاہری اور باطنی فائدے ہیں۔ ان میں سے ایک ظاہری فائدہ یہ ہے کہ اس سے شفا ملتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

”میں مسجد میں دردِ شکم کی وجہ سے لیٹا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور (مجھ سے) فرمایا کیا تم بیمار ہو؟ میں نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اُٹھو اور نماز پڑھو۔ بے شک نماز میں شفاء ہے۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ هَجَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَّرْتُ فَصَلَّیْتُ ثُمَّ جَلَسْتُ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اشِکَمَتْ دَرْدُ قُلْتُ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ قُمْ فَصَلِّ فَاِنَّ فِی الصَّلٰوةِ شِفَاءٌ (کتاب الطیب ابو نعیم، ابن ماجہ: حدیث ۳۴۴۹)

سوال:۔ وضو میں مسواک کرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:۔ وضو بناتے وقت مسواک کرنے کا مقصد منہ کو بدبو سے پاک کرنا ہے، حدیث شریف میں ہے، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مسواک منہ کو پاک کرتی ہے اور پروردگار کو راضی کرتی ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ مَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ (صحیح بخاری، کتاب الصوم، سنن النسائی: حدیث ۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

"اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رات اور دن میں جب بھی سو کر اُٹھتے تو وضو کرنے سے پہلے مسواک کرتے تھے۔"

تشریح:۔ مسواک کرنا سنت ہے اور اس کا مقصد دانتوں اور منہ کی صفائی ہے، آج کل جس طرح کی غذائیں ہم کھاتے ہیں ان کے استعمال سے دانت اور معدہ اکثر خراب رہتے ہیں۔ اس لئے اور بھی ضروری ہے کہ مسواک یا ٹوتھ برش استعمال کریں، ٹوتھ برش سے بھی منہ اور دانت خوب صاف ہو جاتے ہیں لیکن اگر اس کے ساتھ ساتھ مسواک بھی استعمال کیا جائے تو سنت پر عمل کا ثواب بھی ملے گا اور صفائی بھی خوب ہو گی۔

والدین کے بارے میں احادیث

سوال:۔ والدین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب:۔ ابو اور امّی یا باپ اور ماں یا پاپا اور ماما کو والدین کہتے ہیں۔

سوال:۔ والدین کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کیا بتایا ہے؟

جواب:۔ والدین کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

"اگر کسی کے ماں باپ اس سے ناراض ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔
اور اگر ماں باپ خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی ایسے بچوں سے خوش ہوتا ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَنْ اَرْضٰی وَالِدَیْہِ فَقَدْ اَرْضَی اللہ وَمَنْ اَسْخَطَ وَالِدَیْہِ فَقَدْ اَسْخَطَ اللہ

(کنز العمال، ج۱۶، ص ۴۷۰)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ والدین کو ناراض کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور اگر کسی نے اپنے ماں باپ کو خوش رکھا تو اس سے اللہ بھی خوش ہوتا ہے۔

والدین کے حقوق

سوال:۔ والدین کے حقوق کے بارے میں ہمارے نبی (کریم) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ ایک صاحب خانہ کعبہ کے طواف کے دوران اپنی ماں کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے طواف کروا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ان کی نظر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑی اور انہوں نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا (پیٹھ پر اپنی ماں کو اٹھا کر طواف کروا کر) میں نے ان کا حق ادا کر دیا؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں بلکہ ایک آہ کے برابر بھی نہیں۔

(تفسیر ابن کثیر سورۂ بنی اسرائیل تفسیر آیت ۲۳، بحوالہ مسند بزاز)

تشریح:۔ خانہ کعبہ کے ارد گرد سات چکر عبادت کی نیت سے لگانا طواف کہلاتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر چلے تو ظاہر ہے کہ یہ خاصا مشقت کا کام ہے اور چند قدم چل کر وہ تھک جائے گا۔ حدیث میں بیان ہوا کہ ایک شخص اپنی امی کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر طواف کر رہا تھا کہ اس کی ملاقات پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو گئی اور اس نے ان سے پوچھ ہی لیا کہ یہ جو میں اپنی امی کو اتنی مشقت سے طواف کروا رہا ہوں تو کیا اس سے میری امی کے جو حقوق مجھ پر ہیں وہ ادا ہو جائیں گے؟ تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ماں کے حقوق بچوں پر بہت زیادہ ہیں اس قدر زیادہ کہ اگر کوئی اس کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا کر طواف جیسی عبادت بھی کروائے جب بھی وہ حقوق ادا نہیں ہوتے۔ پھر پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، نہ ایک آہ کے برابر۔

ثابت ہوا کہ ماں کے حقوق بچوں پر بہت زیادہ ہیں اور بچوں کو اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری اور بہت خدمت کرنی چاہئے کیونکہ انہوں نے بچپن میں بچوں کی بہت زیادہ محنت و مشقت سے دیکھ بھال اور پرورش کی جس کی وجہ سے بچوں پر ان کے حقوق بہت زیادہ ہیں۔

سوال:۔ والدین (ماں باپ) کے حقوق کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب:۔ والدین کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (سنن الترمذی: حدیث ۱۸۲۱)

تشریح:۔ اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی کے والدین اس سے ناراض ہوں تو اللہ تعالیٰ بھی اس شخص سے ناراض ہو جاتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے والدین کی خدمت کر کے انہیں راضی (خوش) رکھے تو اس شخص سے اس کے اس عمل (خدمت) کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی راضی (خوش) ہوتا ہے۔

یعنی والدین کو کسی صورت ناراض نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جس شخص سے اللہ تعالیٰ نارض ہو جائے تو پھر اس کو کسی کام میں نہ تو کامیابی ہو سکتی ہے اور نہ آخرت میں اس کی بخشش۔

سوال:۔ ماں باپ کی خدمت کرنے سے کیا ملتا ہے؟

جواب:۔ ماں باپ کی خدمت کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور آخرت میں جنت ملے گی۔ اس سلسلہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث قابلِ غور ہے کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ وعدہ (بیعت) کرتا ہوں کہ ہجرت اور جہاد (کی جب ضرورت ہوگی) کروں گا اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی اُمید رکھتا ہوں۔

پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص سے پوچھا کہ کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زِندہ ہے؟ اس نے کہا کہ دونوں زندہ ہیں۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم اللہ سے اَجر کی اُمید رکھتے ہو؟ اس نے کہا، جی ہاں۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے والدین کے پاس چلے جاؤ اور ان سے حسنِ سلوک کرو۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اُبَایِعُكَ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ قَالَ فَھَلْ مِنْ وَّ الِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ کِلَاھُمَا۔ قَالَ فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مَنَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَھُمَا (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ: حدیث ۶۳۸۴)

تشریح:۔ اگر کوئی شخص اتنا بڑا نیکی کا کام کرنا چاہے کہ اسے اللہ سے ہجرت اور جہاد جیسا ثواب ملے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے والدین کی خدمت کرے۔ والدین کی خدمت کرنے سے اسے ہجرت اور جہاد جتنا ثواب ملے گا۔

سوال:۔ کیاماں باپ کی خدمت جہاد سے بہتر ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ماں باپ کی خدمت جہاد سے بھی بہتر (افضل) ہے۔ایک آدمی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ میں جہاد (جنگ) میں شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اور اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشورہ لینے آیا ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا مشورہ ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا، کیا تمہاری والدہ زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں زندہ ہیں۔پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو پھر ان کی خدمت کرو، کیونکہ جنت ماں کے پاؤں کے نیچے ہے۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بن جَاهِمَةَ اَنَّ جاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَرَدْتُ اَنْ اَغزُو وَقَدْ جِئتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

(سنن نسائی: حدیث ۳۰۵۳، وابن ماجہ: حدیث ۲۷۷۱)

تشریح:۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس نیت اور ارادہ سے جہاد میں شامل ہونا چاہے کہ اسے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں جنت دے اور اس شخص کے ماں باپ یا صرف ماں ہی زندہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ جہاد کی بجائے ماں کی خدمت کرے۔ ماں کی خدمت کرنے سے اسے آخرت میں جنت مل جائے گی۔

یعنی ماں کی خدمت اتنی بڑی بات اور اتنا بڑا کام ہے کہ جس سے جنت ملتی ہے۔ اور یہ جو کہا گیا ہے کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔تو اس سے مراد یہ ہے کہ جنت کو تلاش کرنے کیلئے کہیں دُور جانے کی ضرورت نہیں، نہ اس کیلئے کہیں دور جاکر عبادت کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنے گھر پر ہی اپنے ماں باپ یاماں کی خدمت کرتا رہے تو اسے اس عمل کی وجہ سے جنت مل جائے گی۔

سوال:۔ ماں اور باپ میں سے زیادہ خدمت اور حسنِ سلوک کا حقدار کون ہے؟

جواب:۔ دونوں خدمت اور حسن سلوک کے حقدار ہیں، مگر چونکہ ماں بچے کی پرورش میں بہت زیادہ تکلیفیں اُٹھاتی ہے اس لئے وہ خدمت اور حسنِ سلوک کی مستحق بھی زیادہ ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آئے اور انہوں نے آکر پوچھا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! یہ بتایئے کہ میرے اچھے برتاؤ (حسنِ سلوک) کا زیادہ حقدار کون ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا، تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون حقدار ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہاری ماں۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ پھر کون حقدار ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمہارا باپ۔ پھر دیگر قریبی رِشتہ دار درجہ بہ درجہ۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

عَنْ بَهْزِ ابْنِ حَكِيْمٍ عَنْ اَبِيه عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قلتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبَرُّ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمَّكَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثمّ الْاَقْرَبَ فَالْاَقْرَبَ

(مشکوٰۃ باب البر والصلہ، ص ۴۲۰)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یوں تو ماں باپ دونوں ہی اچھے برتاؤ، حسنِ سلوک کے حقدار ہیں مگر ماں چونکہ بہت زیادہ تکلیفیں برداشت کرکے بچے کو پالتی ہے اس لئے وہ بہت زیادہ اچھے برتاؤ کی مستحق ہے۔ اگرچہ باپ بھی حسن سلوک کا حقدار ہے۔ اس حدیث سے بعض جاہل لوگ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ بس باپ کا تو کوئی حق ہی نہیں اگر ہے بھی تو چوتھے درجہ میں۔ حالانکہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں بلکہ مقصد ماں کی بہت زیادہ خدمت کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے اور باپ اگر ناراض ہو جائے تو خدا ناراض ہو جاتا ہے یہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیے۔

سوال:۔ کیا کسی حدیث میں آیا ہے کہ باپ کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جاتا ہے؟

جواب:۔ جی ہاں وہ حدیث اس طرح ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِضَی الرَّبِّ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ (سنن الترمذی: حدیث ۱۸۲۱، ومشکوٰۃ باب البر والصلہ)

تشریح:۔ باپ اگر کسی وجہ سے ناراض ہو جائے تو اس شخص سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ کی ناراضگی سے بچنے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی مرادیں حاصل کرنے اور اس کو راضی رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ والد کو کبھی ناراض نہ کیا جائے؟

سوال:۔ اگر کسی کے والدین انتقال کر چکے ہوں اور اسے ان کی خدمت کا موقع نہ مل پایا ہو تو وہ کیا کرے؟

جواب:۔ اگر کسی کے والدین انتقال کر چکے ہوں مگر والدین کے رِشتہ دار اور دوست ہوں تو ان سے اچھا برتاؤ (نیکی) کرنا چاہئے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، بہترین نیکی انسان کا اپنے والدین کے دوستوں کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِیْهِ (صحیح مسلم، باب ۸۹۹، حدیث ۶۳۹۰، نیز ۳۶۲۹)

تشریح:۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ والدین کے دوستوں کا احترام کیا جائے اور ان سے اچھا برتاؤ (نیکی) کی جائے۔

سوال:۔ اگر کبھی والدین غصے ہو جائیں تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔ اگر کسی وجہ سے والدین کبھی غصہ کریں تو ہمیں خاموش ہو جانا چاہئے اور اپنی زبان سے کوئی ایسا لفظ نہیں نکالنا چاہئے جس سے ان کو مزید غصہ آئے، بلکہ انہیں راضی کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”اس شخص نے اپنے والدین کے ساتھ نیکی نہیں کی جس نے ان کی طرف غصہ سے دیکھا“۔

حدیث شریف کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:۔

وَلَمْ یُبِرَّ وَالِدَیْهِ مَنْ احدَّ النَّظَرَ اِلَیْهِمَا فِیْ حَالِ الْعُقُوْقِ (سنن دار قطنی)

تشریح:۔ ماں باپ کی طرف غصے سے دیکھنا بھی منع ہے اور ان سے غصہ سے کوئی بات کہنا تو بہت ہی برا اور گناہ کا کام ہے۔

سوال:۔ والدین کے احترام کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ والدین کے احترام کی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت تاکید کی ہے، ایک بار ایک صاحب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے ان کے ساتھ ایک بوڑھے آدمی بھی تھے۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا، یہ تمہارے ساتھ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا، یہ میرے والد ہیں۔ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تو پھر تم ان کے آگے مت چلو، اور نہ ان کو گالی دلانے کا ذریعہ بنو اور نہ ان کے بیٹھنے سے پہلے بیٹھو، اور نہ ان کو ان کا نام لے کر پکارو۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَائشَة رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَمشِ اَمَامَ اَبِیْکَ وَلَا تَسْتَسَبَّ لَہ وَلَا تَجلِسْ قَبْلَہٗ وَلَا تَدْعُہٗ بِاِسْمِہٖ (کنز العمال: حدیث ۴۵۵۱۴، وطبرانی فی الاوسط)

تشریح:۔ والدین کے ساتھ کہیں جانے کا اتفاق ہو تو ان کے پیچھے پیچھے چلیں آگے نہ چلیں، یا ان کے بائیں جانب ایک قدم پیچھے پیچھے چلیں، ان کے ساتھ بیٹھنے کا اتفاق ہو تو جب تک وہ کھڑے ہیں کھڑے رہیں، اور ان کے بیٹھنے کے بعد بیٹھیں۔ وہ بیٹھ جائیں تو ان کے سامنے سکڑ سمٹ کر ادب سے بیٹھیں، پاؤں پھیلا کر اور اس طرح نہ بیٹھیں جس طرح اپنے ہم عمر دوستوں کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ ان سے بات کریں تو نرم لہجے میں اور نظریں جھکا کر احترام سے دھیمی آواز میں بات کریں۔ کسی کے والدین کو گالی نہ دیں ورنہ وہ پلٹ کر آپ کے والدین کو گالی دے گا اس طرح آپ اپنے والدین کو گالی دلانے کا ذریعہ بنیں گے۔

سوال:۔ والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ کہا گیا ہے۔ مگر کوئی اپنے والدین کو گالی تو نہیں دیتا؟

جواب:۔ جی ہاں عام طور پر کوئی اپنے والدین کو گالی نہیں دیتا۔ مگر اب اس ماڈرن معاشرہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے والدین کو گالی دینے لگے ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو خود تو گالی نہیں دیتے مگر کسی دوسرے سے گالی دلوادیتے ہیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"کبیرہ (بڑے بڑے) گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ انسان اپنے والدین کو گالی دے۔ کسی نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! کیا کوئی شخص اپنے والدین کو بھی گالی دیتا ہے؟ پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کوئی کسی دوسرے شخص کے باپ کو گالی دے اور پھر وہ شخص اس کے باپ کو گالی دے۔ یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور پھر وہ شخص پلٹ کر اس کی ماں کو گالی دے۔"

حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

عَنْ عَبد اللہ بِن عَمرٍو قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْکَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَیْہِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللہِ وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ ؟ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ (صحیح بخاری ومسلم: حدیث ۱۳۰)

تشریح:۔ اگر کسی کے ماں باپ کو کوئی گالی دے اور وہ پلٹ کر اس کے ماں باپ کو گالی دے تو اس طرح اپنے ماں باپ کو گالی دلوانے کا سبب یہ شخص خود ہوا۔ اس طرح کسی سے اپنے ماں باپ کو گالی دلوانا ایسا ہی برا ہے جس طرح خود گالی دینا برا ہے اور اسے کبیرہ گناہ یعنی بڑا گناہ کہا گیا ہے۔

سوال:۔ والدین کی نافرمانی سے کیا مراد ہے؟

جواب:۔ والدین کی نافرمانی سے مراد ان کا کہنا نہ ماننا یا ان کی بات اور حکم پر عمل نہ کرنا ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، تمام گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ قیامت تک، جب تک چاہتا ہے ٹالتا رہتا ہے۔ سوائے والدین کی نا فرمانی کے کہ اللہ تعالیٰ والدین کی نافرمانی کرنے والے کی سزا اسے اس کے مرنے سے پہلے دنیا ہی میں دے دیتا ہے۔

اس حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں:۔

كُلُّ الذُّنُوْبِ يُؤَخِّرُ اللهُ تَعَالٰى مَاشَاءَ مِنْهَا اِلَّا عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰى يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا قَبلَ الْمَمَاتِ (طبرانی وکنزالعمال: حدیث ۴۵۵۴۵)

تشریح:۔ والدین کی بات نہ ماننا، ان کا حکم نہ ماننا، ان کے کہنے کے خلاف چلنا گناہ ہے اور اس کی ایک سزا انسان کو دنیا ہی میں مل جاتی ہے۔ آخرت میں اس نافرمانی کی وجہ سے بخشش نہ ہونا اور وہاں سزا ملنا الگ ہے۔ اس لئے والدین کی نا فرمانی کسی صورت نہ کرنی چاہئے خواہ اس کیلئے بڑی سے بڑی قربانی دینا پڑے۔ ایک اور حدیث میں یہ بات اس طرح سمجھائی گئی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت (ہدایت) کی ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا چاہئے اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے اور جلا ڈالا جائے اور والدین کی نا فرمانی نہیں کرنی چاہئے اگر وہ تمہیں یہ حکم دیں کہ تم اپنے مال اور اہل وعیال کو بھی چھوڑ دو۔

حدیث کے اصل الفاظ اس طرح ہیں:۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَن : يَا رَسُوْلَ اللهِ اَوْصِنِيْ قَالَ اُوصِيكَ اَن لَا تُشْرِكْ بِاللهِ شَيْئاً وَاِنْ قُطِعْتَ اَوْ حُرِّقْتَ بِالنَّارِ وَلَا تُعِقَّنَ وَالِدَيْكَ وَاِنْ اَرَادَكَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ دُنْيَاكَ فَاخْرُجْ (کنزالعمال: حدیث ۴۴۳۶۱، نیز الدیلمی)

تشریح:۔ اگر کسی کے والدین اسے یہ کہیں کہ فلاں کام کرو اور اس کے بیوی بچے اس سے کہیں کہ نہ کرو، یا اس کے والدین کہیں فلاں کام مت کرو اور اس کے بیوی بچے کہیں کہ فلاں کام کرو اور اس طرح یہ مسئلہ کھڑا ہو جائے کہ اب وہ کس کی بات مانے اور کس کی نہ مانے تو اسے ماں باپ کی بات ماننی چاہئے اگرچہ ایسا کرنے سے اس کے بیوی بچے اس سے ناراض ہو کر اسے چھوڑ کر چلے جائیں یا خود اس کو گھر سے نکال دیں۔ کیونکہ والدین کا حق بیوی بچوں سے زیادہ ہے اور ماں باپ کی فرماں برداری ضروری ہے۔ اسی طرح کوئی بھی ایسا کام جس کی وجہ سے والدین بیوی بچوں کو چھوڑ کر الگ ہو جانے کی ہدایت کریں تو ماں باپ کی بات ماننا ہوگی بشرطیکہ والدین کا حکم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف نہ ہو۔

بھائی اور دوست کے حقوق

سوال:۔ بھائی کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ بڑے بھائی کا احترام کرنا چاہئے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِھِمْ کَحَقِّ وَالِدِہٖ

یعنی بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہے جیسا کہ باپ کا حق (بیٹوں پر)۔

تشریح:۔ اس حدیث میں بڑے بھائی کا ادب کرنے کا اسی طرح حکم ہے جیسے ماں باپ کا ادب کیا جانا چاہئے۔ ایک اور حدیث میں چھوٹوں پر نرمی اور شفقت کرنے کا حکم ہے اور ان سے پیار محبت سے بات کرنے کی ہدایت ہے۔ اس طرح ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چھوٹوں کو یہ سکھایا ہے کہ وہ بڑوں کا ادب کریں اور بڑوں سے کہا ہے کہ وہ چھوٹوں کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آئیں۔

اچھا دوست

سوال:۔ دوستوں کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ دوستوں کے بارے میں ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو باتیں بتائی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

"بہترین دوست وہ ہیں جو اپنے دوست کے خیر خواہ ہوں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بنِ عُمَرَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرُھُمْ لِصَاحِبِہٖ۔

تشریح:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جو دوست اپنے دوستوں کی بھلائی چاہے اور ان کا خیر خواہ ہو وہ دوست اللہ کے ہاں بہت اچھا سمجھا جاتا ہے۔ تو اس طرح ہر دوست کو یہ چاہئے کہ وہ اپنے دوستوں کی بھلائی کا کام کرے کسی معاملہ میں نہ تو ان کو نقصان پہنچائے، نہ تکلیف دے، نہ برا کہے، اور نہ ان کو کسی تکلیف میں دیکھ کر خوش ہو۔ بلکہ ہمیشہ ان کی خیر خواہی میں لگا رہے۔ ایسا کرنے سے وہ اللہ کے نزدیک اچھا انسان شمار ہوگا۔

پڑوسی کے حقوق کے بارے میں احادیث

سوال:۔ پڑوسی کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے؟

جواب:۔ پڑوسی کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے پڑوسی کے متعلق وصیت کرتے رہے، حتی کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو وارِث بنادیں گے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ

(مسند احمد: حدیث ۹۳۶۹، ابن ماجہ: حدیث ۳۶۶۴)

تشریح:۔ اس حدیث میں پڑوسی کے حقوق کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پڑوسی کا خیال رکھنے کی اس قدر تاکید کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ خیال فرمانے لگے کہ شاید اب یہ حکم آیگا کہ پڑوسی تمہارے انتقال کے بعد تمہارا وارِث اور مال میں شریک ہوگا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پڑوسی کے حقوق بہت زیادہ ہیں اور ہمیں اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھنا چاہئے اور انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

مَنْ کَانَ یُؤْمِنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ جَارَہٗ (صحیح بخاری: حدیث ۵۵۶۰، صحیح مسلم ۳۲۵۵)

ایک اور حدیث میں ہے کہ

"جس شخص کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ رہا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ لَا یَاْمَنُ جَارُہٗ بَوَائِقَہٗ (صحیح مسلم: حدیث ۶۶، مسند احمد ۸۰۷۸)

تشریح:۔ ان دونوں حدیثوں سے بھی معلوم ہوا کہ ہمیں اپنے پڑوسی کا خیال رکھنا چاہئے اور اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچانی چاہئے۔

مہمان کے حقوق اور احترام کے بارے میں احادیث

سوال:۔ مہمانوں کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب:۔ مہمانوں کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

"جو شخص اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمانوں کی عزت کرے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ (صحیح مسلم: حدیث ٦٩، صحیح بخاری: حدیث ٥٦٧٠)

سوال:۔ اگر گھر میں کھانا کم ہو اور مہمان آجائیں تو کیا کیا جائے؟

جواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابیِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) فرماتے ہیں کہ ایک انصاری (مدینے کے رہنے والے مسلمان) کے ہاں ایک مہمان نے رات گزاری، اس انصاری کے پاس صرف اپنا اور اپنے بچوں کا کھانا تھا۔ اس نے بیوی سے کہا، بچوں کو سلا دو اور چراغ بجھا دو اور تمہارے پاس جو کھانا ہے وہ مہمان کے آگے رکھ دو۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ بَاتَ بِهٖ ضَيْفٌ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهٗ اِلَّا قُوْتُهٗ وَقُوْتُ صِبْيَانِهٖ فَقَالَ لِامْرَاَتِهٖ نَوِّمِی الصِّبْيَةَ وَاَطْفِیءِ السِّرَاجَ وَقَرِّبِیْ لِلضَّيْفِ مَا عِنْدَكِ

(صحیح مسلم باب ٢٧٤: حدیث ٥٢٤٣، نیز ٣٨٣٠، صحیح البخاری: حدیث ٣٥١٤)

تشریح:۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اگر کھانا کم ہو تو خود بھوکا رہ لے مگر مہمان کو کھانا کھلائے کیونکہ اس میں مہمان کی عزت اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا درجہ ہے۔ اس میں بہت زیادہ ثواب دیا جاتا ہے۔

مہمانوں کی عزت صرف یہی کہ انہیں کھانا کھلایا جائے بلکہ ان کی عزت یوں بھی کی جانی ضروری ہے کہ ان کا پورا پورا احترام کیا جائے اور ان کے آرام و آسائش کا بھی خیال رکھا جائے۔

اچھے کام (خوبیوں) کے بارے میں احادیث

راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا

سوال:۔ راستہ میں کبھی کبھار تکلیف دہ چیز نظر آتی ہے اسے ہٹا کر راستہ صاف کر دیا جائے تو کیا اس پر کوئی ثواب ملتا ہے؟

جواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایک شخص جا رہا تھا راستہ میں اس نے ایک خاردار شاخ دیکھی، اس نے اس کو اُٹھا کر ایک طرف کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی یہ نیکی قبول کر لی اور اس کو بخش دیا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ وَاللهِ لَاُنَحِّیَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْهِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ

(صحیح مسلم: حدیث ۴۷۴۴)

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایک درخت مسلمانوں کو تکلیف دیتا تھا ایک شخص نے اس کو کاٹ دیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ كَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ (صحیح مسلم: حدیث ۴۷۴۵)

جبکہ ایک حدیث اس طرح بیان کی گئی ہے:۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا، اے اللہ کے نبی! مجھے ایسی چیز بتائیے جس سے میں نفع حاصل کروں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مسلمانوں کے راستہ سے کوئی تکلیف دہ چیز دُور کر دو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

حَدَّثَنِیْ اَبُوْ بَرْزَةَ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللهِ عَلِّمْنِیْ شَیْئاً اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اِعْزِلِ الْاَذٰى عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ

(صحیح مسلم: حدیث ۴۷۴۷)

تشریح:۔ مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ راستہ میں اگر کوئی ایسی چیز پڑی ہو جس سے چلنے والوں کو تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اسے راستہ سے ہٹا کر ایک طرف کر دینا ثواب کا کام ہے اور ایسا کرنے والے لوگ اس معمولی سے کام کی بدولت جنت پاتے ہیں۔

سچ بولنا

سوال:۔ سچ بولنے کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان کیا ہے؟

جواب:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"سچ بولا کرو۔ کیونکہ سچ بولنا نیکی کا راستہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت میں لے جائے گی۔ اور جو شخص ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا ہے وہ اللہ کے ہاں صدیق (یعنی بڑا سچا) لکھا جاتا ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ یَهْدِیْ اِلَی الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ یَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یَکُوْنَ صِدِّیْقاً وَاِنَّ الْکَذِبَ یَهْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَهْدِیْ اِلَی النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللهِ کَذَّابًا (صحیح مسلم: حدیث ۳۷۲۰،
صحیح بخاری: حدیث ۵۶۲۹)

خوش اخلاقی کے بارے میں احادیث

سوال:۔ خوش اخلاقی کے بارے میں کوئی حدیث سنایئے۔

جواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان کے مالک وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔"

حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ : قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقاً (سنن الترمذی: حدیث ۱۰۸۲)

ایک اور حدیث میں ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے:۔

"قیامت کے دن مومن کے عمل کے پلڑے میں سب سے وزنی چیز جو رکھی جائے گی وہ اس کے اچھے اخلاق ہوں گے۔"

حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِىَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا شَیْءٌ اَثْقَلُ فِیْ مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِن خُلُقٍ حَسَنٍ وَاِنَّ اللهَ لَيُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَ (سنن الترمذی، ۱۹۲۵)

تشریح:۔ ان دونوں حدیثوں سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اچھے اخلاق یا خوش خلقی بہت بڑی دولت ہے۔ خوش خلقی سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ ادب، تمیز اور احترام کے ساتھ بات کرنا اور ہر معاملہ میں اچھے طریقے سے پیش آنا، چھوٹوں کے ساتھ نرمی سے بات کرنا، بڑوں کے ساتھ احترام سے بات کرنا، والدین اور عزیز و اقارب (رشتہ داروں) کا ادب کرنا، دوستوں اور محلے کے لوگوں کے ساتھ تمیز سے رہنا یہ سب باتیں خوش خلقی میں آتی ہیں۔

بعض برائیوں کے بارے میں احادیث

جھوٹ

سوال:۔ جھوٹ بولنا بری عادت ہے، جھوٹ کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں کیا ہدایت کی ہے؟

جواب:۔ جھوٹ کے بارے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”جھوٹ سے بچو۔ کیونکہ جھوٹ ایمان کے خلاف ہے۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

يَا اَيُّهَا النَّاسُ اِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ مُجَانِبٌ لِلْاِيْمَانِ (کنزالعمال ۲۸۳۔ حم)

سوال:۔ کیا ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا ٹھیک نہیں؟

جواب:۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ ہنسی مذاق میں بھی جھوٹ بولنا نہ چھوڑ دے۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ اَلْاِيْمَانَ كُلَّهُ حَتّٰى يَتْرُكَ الْكَذِبَ فِي الْمُزَاحَةِ (کنزالعمال ۸۲۲۹۔ حم طس)

ایک حدیث میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”ہلاکت ہے اس شخص کیلئے جو بات کرتا ہے اور لوگوں کو ہنسانے کیلئے جھوٹ بولتا ہے۔ اس کیلئے ہلاکت ہے، اس کیلئے ہلاکت ہے۔“

ایک اور حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

”جھوٹ سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔“

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَلْكَذِبُ يُسَوِّدُ الْوَجْهَ وَالنَّمِيْمَةُ عَذَابُ الْقَبْرِ (کنزالعمال، ۸۲۰۱)

تشریح:۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا بہت ہی بری بات ہے۔ قرآن کریم میں جھوٹ بولنے والے کو لعنتی کہا گیا ہے اور جھوٹ بولنے والے کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔ آخرت میں عذاب اور سزا الگ ملے گی۔ اس لئے جھوٹ سے بچنے کی پوری پوری کوشش کی جائے۔

سوال:۔ اگر کوئی شخص جھوٹی قسم کھائے تو کیا اسے گناہ ملے گا؟

جواب:۔ جھوٹی قسم گناہِ کبیرہ یعنی بڑا گناہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، بڑے بڑے گناہ یہ ہیں:۔

- اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔
- ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔
- کسی بے گناہ کو مار ڈالنا۔
- جھوٹی قسم کھانا۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

اَکْبَرُ الْکَبَائِرِ: اَلشِّرْكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَیَمِیْنُ الْغَمُوْسِ (کنزالعمال۷۷۹۸)

سوال:۔ کاروبار میں اکثر لوگ جھوٹی قسم کھالیتے ہیں کیا یہ صحیح ہے؟

جواب:۔ کاروبار میں جھوٹی قسم کھانا گناہ ہے۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"جھوٹی قسم مال تو بکوا دیتی ہے مگر نفع کی برکت کو گھٹا دیتی ہے۔"

ایک اور حدیث میں ہے:۔

"جس شخص سے قسم کھانے کو کہا گیا ہے اور اس نے جھوٹی قسم کھائی تو وہ دوزخ میں اپنا چہرہ لے جائے گا اور وہیں ٹھکانا پائے گا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ مَصْبُوْرَةٍ كَاذِبًا فَلْیَتَبَوَّأْ بِوَجْهِهٖ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ (سنن ابی داود، ۲۸۲۱)

تشریح:۔ ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جھوٹی قسم کھانا کتنی بری بات ہے اور اس کا نقصان کس قدر زیادہ ہے۔ جھوٹی قسم کھانے والا اگر توبہ نہ کرے تو دوزخ میں جائے گا۔ جھوٹی قسم کھانے سے مال میں برکت نہیں رہتی۔

لالچ

سوال:۔ لالچ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب:۔ لالچ کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایمان اور لالچ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَسُهَیْلٍ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ اللَّجْلَاجِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَجْتَمِعُ شُحٌّ وَاِیْمَانٌ فِیْ قَلْبِ رَجُلٍ وَلَا یَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ فِیْ وَجْهِ عَبْدٍ (سنن ابی داؤد، ۸۱۵۶)

تشریح:۔ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ انسان ہر حال میں صبر کرے اور لالچی آدمی کو کبھی صبر اور قرار نصیب نہیں ہوتا۔ اس لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ایمان اور لالچ ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے، یعنی جس دل میں ایمان کامل ہے اس میں لالچ کبھی پیدا نہیں ہو گی اور جس میں لالچ پیدا ہو گئی پھر اس میں ایمان کامل نہیں رہ سکتا۔

ایک اور حدیث شریف میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"حرص وطمع (لالچ) سے بچو کیونکہ اسی نے تم سے پہلے لوگوں کو برباد کیا۔ اسی نے ان کو ایک دوسرے کا خون بہانے پر اکسایا اور انہوں نے حرام کو حلال سمجھا۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِیَّاکُمْ وَالشُّحَّ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالشُّحِّ اَمَرَهُمْ بِالْبُخْلِ فَبَخِلُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْقَطِیْعَةِ فَقَطَعُوْا وَاَمَرَهُمْ بِالْفُجُوْرِ فَفَجَرُوْا (مسند احمد ۶۵۰۲، سنن ابی داؤد ۱۴۴۷)

لالچی آدمی ہمیشہ اس غم میں مبتلا رہتا ہے کہ ہائے اسے فلاں چیز نہیں ملی اس سے اس کا دل ہمیشہ غمگین رہتا ہے اور اسے کبھی ذہنی سکون نہیں ملتا۔ اس کے بجائے اگر وہ صبر و شکر کرے تو اسے دلی اطمینان اور سکون حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ "لالچ بری بلا ہے"۔

حسد

سوال:۔ حسد کے بارے میں حدیث شریف میں کیا بتایا گیا ہے؟

جواب:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ (سنن ابوداؤد: حدیث ۴۲۵۷)

تشریح:۔ حسد ایک برائی ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص یہ سوچے کہ فلاں آدمی کے پاس جو چیز ہے وہ میرے پاس کیوں نہیں اور پھر دل میں یہ خواہش رکھے کہ وہ چیز مجھے ملے یا نہ ملے مگر اس شخص کے پاس سے نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح حسد کرنے والا شخص ہمیشہ دوسرے سے جلتا رہتا ہے اور کسی دوسرے کو اللہ نے جو نعمت دی ہوتی ہے یہ اس نعمت کے اس سے چھن جانے کی دعا اور خواہش کرتا رہتا ہے۔ جو شخص اس طرح کا خیال دل میں لائے اور دوسرے سے حسد کرے اس کی نیکیاں حسد کی وجہ سے ختم ہوتی رہتی ہیں۔

چغل خوری اور غیبت

سوال:۔ چغلی یا چغل خوری کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیا فرمایا؟

جواب:۔ اس سلسلہ میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ

لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ (صحیح مسلم: حدیث ۱۵۱، البخاری: حدیث ۵۵۹۶)

چغل خور جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا۔

سوال:۔ غیبت کسے کہتے ہیں اور اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا ارشاد ہے؟

جواب:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ لوگوں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے بارے میں ایسی بات (اس کی پیٹھ پیچھے کہو) جو (اس کی موجودگی میں کہنے پر) اسے بری لگے۔ کسی نے پوچھا، اگر وہ بات (یا برائی) میرے اس بھائی میں موجود ہے تو؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر وہ بات (برائی) اس میں موجود ہو جب ہی تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ اس میں موجود نہ ہو تو پھر تو یہ بہتان ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم قَالَ ذِكْرُكَ اَخَاكَ بِمَا يَكْرَه قِيْلَ اَفَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهٗ (صحیح مسلم: حدیث ۴۶۹۰، سنن ابو داؤد: حدیث ۴۲۳۱)

تشریح:۔ مندرجہ بالا دونوں حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ چغلی یا چغل خوری بہت بری چیز ہے۔ چغل خوری کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو سکے گا اور چغل خوری یہ ہے کہ کسی شخص کی غیر موجودگی میں اس کے بارے میں ایسی باتیں کہی جائیں، جو اس کے سامنے کہنے سے اسے بری لگیں۔ غیبت (چغلی) کرنے والے کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ گناہ گار کی توبہ قبول ہو جاتی ہے لیکن غیبت (چغلی) کرنے والے کی توبہ اس وقت تک قبول نہیں ہوتی جب تک وہ اس شخص سے معافی نہ مانگ لے جس کی اس نے غیبت (چغلی) کی ہو۔ اگر وہ شخص نہ ملے یا معاف نہ کرے تو غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس کیلئے استغفار کرے یعنی اس کے حق میں دعا کرے کہ اللہ اسے بخش دے اور مجھے بھی۔

کسی کی نقل اتارنا

سوال:۔ کیا کسی کی نقل اُتارنا گناہ ہے؟

جواب:۔ جی ہاں۔ کسی کی نقل اتارنا اچھی بات نہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میں کسی کی نقل اُتاروں اگرچہ میرے لئے ایسا اور ایسا (فائدہ) ہو۔"

حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عَائشَة قَالَت: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُحِبُّ اِنِّي حَكَيْتُ اَحَدًا وَاَنَّ لِيْ كَذَا وَ كَذَا

(سنن ابو داؤد: حدیث ۴۲۳۲، نیز کنز العمال: حدیث ۸۰۳۵)

بد گمانی

سوال:۔ بدگمانی کرنا کیسا ہے؟

جواب:۔ بدگمانی حرام ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون، اس کی عزت اور اس کے بارے میں بدگمانی کو حرام کر دیا ہے۔"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"بدگمانی سے بچو۔ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (صحیح بخاری: حدیث ۴۷۴۷، صحیح مسلم: حدیث ۲۵۳۲)

تشریح:۔ بدگمانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے بارے میں دل میں یہ سوچنا کہ وہ اچھا نہیں یا برا ہے یا بخیل ہے یا بدکار ہے وغیرہ اس طرح کسی شخص کے بارے میں دل میں ایسی بات سوچنا جو اس میں نہ پائی جاتی ہو، یہ بدگمانی ہے۔ اسی طرح کوئی نقصان ہو جائے تو یہ سوچنا کہ یہ نقصان فلاں شخص کی وجہ سے ہی ہوا ہو گا۔ حالانکہ اس کی وجہ سے نہ ہوا ہو۔

اس طرح کے خیال اور گمان کو بدگمانی یا ظن سوء کہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے سختی سے منع فرمایا، اسے حرام قرار دیا اور اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔

ترکِ تعلق (ناراضگی)

سوال:۔ آج کل ذرا ذرا سی بات پر بول چال بند کرلی جاتی ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"تین دن کے بعد ترکِ تعلق جائز نہیں ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ ثَلَاثٍ

(صحیح مسلم: حدیث ۴۶۴۵، مسند احمد ۸۵۶۴)

تشریح:۔ کسی معمولی سی بات پر ایک دوسرے سے بول چال بند کردینا اچھا نہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے ایسا ہو ہی جائے تو تین دن سے زیادہ کسی سے بول چال بند نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ غصہ ناراضگی ختم کرکے آپس میں صلح کرتے ہوئے بول چال پھر سے شروع کردینی چاہیے۔

غصہ

سوال:۔ غصہ انسان کو کسی نہ کسی بات پر آہی جاتا ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا فرمان ہے؟

جواب:۔ ایک شخص نے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا، مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، "غصہ نہ کیا کرو"۔ اس نے یہ بات معمولی سمجھ کر پھر کہا مجھے کوئی نصیحت فرمایئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، غصہ نہ کرو۔ اس نے تیسری بات پھر یہی عرض کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تیسری بار پھر یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کرو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ (صحیح بخاری: حدیث ۵۶۵۱، سنن الترمذی: ۱۹۴۳)

تشریح:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غصہ بہت سی خرابیوں اور برائیوں کی جڑ ہے۔ اسی لئے اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے باربار اس شخص کو یہی نصیحت کی کہ "غصہ نہ کیا کرو"۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کسی شخص کو غصہ آجائے تو وہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔ (صحیح بخاری، کتاب الادب)

ایک حدیث میں ہے کہ

"غصہ شیطان سے ہے اور شیطان آگ سے بنا ہے اور آگ کو پانی ٹھنڈا کرتا ہے تو جسے غصہ آئے اسے چاہئے کہ وہ وضو بنالے۔"

ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ

"جس کو غصہ آئے وہ اگر کھڑا ہے اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے، اگر اس سے بھی غصہ کم نہ ہو تو لیٹ جائے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَنَا اِذَا غَضِبَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ قَائِمٌ فَلْیَجْلِسْ فَاِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ وِاِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ (سنن ابی داود: حدیث ۴۱۵۱)

ایک حدیث میں غصہ کے بارے میں ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان اس طرح ملتا ہے۔ فرمایا:۔

"وہ شخص طاقتور نہیں جو لوگوں کو پچھاڑ دے، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت خود کو قابو میں رکھ سکے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح مسلم: حدیث ۴۷۲۳، صحیح بخاری: حدیث ۵۶۴۹)

گالی

سوال:۔ گالم گلوچ کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ گالم گلوچ کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهٗ كُفْرٌ

یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا کفر ہے۔

تشریح:۔ گالم گلوچ کو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فسق بتایا ہے۔ اور فسق کا مطلب ہے ایسا کام جس سے برائی پھیلے۔ فاسق ایسے لوگوں کو کہا جاتا ہے جو فساد اور برائی پھیلانے کا کام کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ گالی دینا بہت بری بات ہے اس سے معاشرہ میں فسق (برائی) پھیلتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب دو شخص ایک دوسرے کو گالیاں دیتے ہیں تو اس کا گناہ پہل کرنے والے کو ہوتا ہے، بشرطیکہ دوسرا (مظلوم) حد سے نہ بڑھے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِی مَالَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُوْمِ (صحیح مسلم: حدیث ۲۶۸۸، مسند احمد ۷۹۰۶)

لعنت بھیجنا

سوال:۔ لعنت کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی حکم بتایئے۔

جواب:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مومن پر لعنت کرنا اسے قتل کرنے کی طرح ہے۔"

تشریح:۔ کسی پر لعنت بھیجنا جبکہ وہ مسلمان مومن ہو قتل کرنے کے برابر گناہ ہے۔ ایک بار ایک شخص کی چادر کو ہوا اِدھر اُدھر اُڑانے لگی تو اس نے ہوا پر لعنت بھیجی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا:۔

"اس پر لعنت نہ بھیجو کہ وہ تو صرف اللہ کی فرمانبردار ہے۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا لَعَنَ الرِّيحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَلْعَنِ الرِّيحَ فَاِنَّهَا مَأْمُوْرَةٌ وَاِنَّهٗ مَنْ لَعَنَ شَيْئًا لَيْسَ لَهٗ بِاَهْلٍ رَجَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ (سنن الترمذی: حدیث ۱۹۰۱)

اسی طرح ایک بار ایک عورت نے اپنی اونٹنی پر لعنت بھیجی تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس عورت کی اونٹنی کو باقی اونٹوں سے الگ کر دیا۔ گویا یہ اس کی ایک طرح کی سزا تھی تاکہ وہ عورت دوبارہ ایسا نہ کرے۔

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِي سَفَرٍ فَسَمِعَ لَعْنَةً فَقَالَ مَا هٰذِهِ قَالُوْا فُلَانَةُ لَعَنَتْ رَاحِلَتَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعُوا عَنْهَا فَاِنَّهَا مَلْعُوْنَةٌ فَوَضَعُوْا عَنْهَا قَالَ عِمْرَانُ فَكَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَيْهَا نَاقَةٌ وَرْقَاءُ (سنن ابی داؤد: حدیث ۲۱۹۸)

مارنا پیٹنا

سوال:۔ معمولی معمولی باتوں پر بچے مار پیٹ پر اتر تے ہیں۔ اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی حکم بتائیے۔

جواب:۔ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، نہ ہدیہ واپس کرو، اور نہ مسلمانوں کو مارو۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَرُدُّوا الْهَدِيَّةَ وَلَا تَضْرِبُوا الْمُسْلِمِيْنَ (سنن ابی داؤد: حدیث ۳۶۳۹)

یعنی اگر تم میں سے کسی شخص کا اپنے (مسلمان) بھائی سے جھگڑا ہو جائے تو اس کے چہرے پر طمانچہ نہ مارے۔

ایک اور حدیث میں ہے:۔

اِذَا قَاتَلَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلَا يَلْطِمَنَّ الْوَجْهَ

تشریح:۔ لڑائی جھگڑا ناپسندیدہ حرکت ہے۔ مگر کبھی کبھار اس کی نوبت نہ چاہتے ہوئے بھی آ ہی جاتی ہے۔ بچوں میں اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ اوّل تو اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لڑائی جھگڑے سے اور ایک دوسرے کو مارنے سے منع کیا ہے، اس لئے اس سے بچنا ہی چاہئے لیکن اگر کبھی خدانخواستہ ایسا ہو ہی جائے تو کسی کے منہ پر طمانچہ ہرگز نہ مارا جائے۔

اساتذہ، والدین اور بڑے بہن بھائیوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ اگر کبھی کسی چھوٹے بچے کو کسی شرارت پر سزا دینی ہو تو اس کے منہ پر نہ ماریں کیونکہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

دھوکہ

سوال:۔ دھوکہ آج کل عام ہے۔اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ دھوکہ کے بارے میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جس نے دھوکہ کیا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔"

حدیث کے الفاظ یوں ہیں:۔

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا (صحیح مسلم: حدیث ۱۴۷، ابن ماجہ: حدیث ۲۲۳۶)

ایک اور حدیث میں ہے:۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھوکہ سے منع فرمایا ہے۔

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ (بخاری: حدیث ۱۹۹۸، و مسلم: حدیث ۲۷۹۲)

ایک حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسطرح بیان کی۔وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو۔"

حدیث کے الفاظ یہ ہیں:۔

لَا تَنَاجَشُوْا (بخاری: حدیث ۱۹۹۶، و مسلم: حدیث ۱۲۲۵)

تشریح:۔ مندرجہ بالا حدیثوں میں دھوکہ دینے سے سختی سے منع کیا گیا ہے حتی کہ ایک حدیث میں یہ کہا گیا ہے کہ جس نے دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں یا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ دھوکہ دینے والے شخص کو مسلم کمیونٹی، مسلم قوم سے الگ کر دیا گیا ہے، اگر کوئی شخص مسلمان ہو اور دھوکہ کرے تو اسے جان لینا چاہئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔وہ اگرچہ زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرے اور لوگوں سے کہتا پھرے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی ہوں۔اس کی اس بات کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ دھوکہ دینا اور اپنے آپ کو مسلمان کہنا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اُمتی ظاہر کرنا دو متضاد چیزیں ہیں۔ نصیحت اس میں ہمارے لئے یہ ہے کہ اگر تم میرے امتی اور مسلم کہلانا چاہتے ہو تو تمہیں دھوکہ فریب اور دیگر اسی طرح کی برائیوں کو چھوڑنا ہو گا۔

چوری

سوال:۔ چوری کرنا بچوں اور بڑوں کی عادت بنتی جارہی ہے۔اس کے بارے میں اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی حکم بتایئے۔

جواب:۔ چوری کرنا بہت بری عادت ہے ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"جب چور چوری کرتا ہے تو اس میں ایمان نہیں رہتا۔" (صحیح بخاری: حدیث ۶۲۸۴)

حدیث شریف کے الفاظ یوں ہیں:۔

لَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ یَخْرُجُ مِنْہُ الْاِیْمَانُ فَاِنْ تَابَ رَجَعَ اِلَیْہِ

یعنی جب چور چوری کرتا ہے اور وہ مومن ہوتا ہے تو اس وقت ایمان اس سے رُخصت ہو جاتا ہے،

پھر اگر وہ توبہ کرلے تو ایمان لوٹ آتا ہے۔

تشریح:۔ چوری کرنا ایمان کے خلاف ہے یعنی جو شخص مومن ہو وہ چور نہیں ہونا چاہئے کیونکہ ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ اپنے آپ کو ہر برائی سے بچایا جائے۔ چوری ایک برائی ہے۔ ایک جرم ہے۔ بچوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ آنکھ بچا کر گھر سے تھوڑے بہت پیسے چرا لیتے ہیں۔ یہ عادت پھر بڑھتی رہتی ہے اور انسان عادی چور بن جاتا ہے۔ بچوں کو خاص طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چوری نہ کریں جو چیز ضروری ہو گھر والوں سے مانگ کر لیں۔ اگر مانگنے پر وہ چیز نہ ملے تو صبر کریں مگر چوری نہ کریں۔ چوری کریں گے اور دوستوں کو پتا چلے گا تو بدنامی ہوگی۔ بڑے ہو کر چوری کی عادت نہیں چھوٹے گی اور پھر یہ چوری ایک دن اپنا کام دکھائے گی اور مجرموں میں نام شامل ہو گا۔ دنیا و آخرت میں سزا بھگتنا ہوگی۔ دنیا میں بچ بھی گئے تو آخرت میں کیسے بچیں گے؟